تفسیر بیان القرآن (ڈاکٹر اسرار احمد) میں یہودیت سے متعلق متنوع مباحث کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of Various Discussions Related to Judaism in Tafsir Bayan al-Qur'an (Dr. Israr Ahmad)

Aqil Khan
Khatib in Govt, of KP Higher Education Department
Email: aqilkhan.hoti@gmail.com

Murad Ahmad
Teacher, Elementary and Secondary Education Department, KP
Email: ahdmurad1@gmail.com

Sabira Begum
Ph.D Scholar Department of Islamic Studies, AWKUM Mardan
Email: saudkhan43213@gmail.com

ABSTRACT

After the migration, the Messenger of Allah (peace and blessings of Allah be upon him) had a direct encounter with the Jews whose settlements were located very close to Madinah. These people believed in monotheism, mission, revelation, hereafter, and angels. They accepted the Shariah code which was revealed by Allah to His Prophet Musa (peace be upon him) and their religion was the same Islam that was being taught by the Messenger of Allah Muhammad (peace and blessings of Allah be upon him). But the continuous degeneration of centuries had removed them far from the original religion. Many non-Islamic elements were mixed in their beliefs for which there was no evidence in the Torah. In their practical life, many customs and practices were not in the original religion. They intermixed the Torah itself with human speech. The religious, moral, and practical condition of their scholars, chiefs of the nation, and the people had deteriorated. For centuries, when a servant of Allah told them the right path of religion, they considered him their enemy and tried in every possible way to prevent him from reforming. They adopted this attitude with the Messenger of Allah, Muhammad ﷺ too. Instead of believing in him, when they came down on enmity, Allah the Exalted, in the Holy Qur'an, explained their religious, practical, economic, and social evils and advised the believers to stay away from the Jews. In this research article, such bad practices of the Jews are mentioned in the light of Dr. Israr Ahmad's commentary in "Bayan-ul-Qur'an".

تمہید

ہجرت کے بعد رسول اللہ ﷺ کو یہودیوں سے براہِ راست سابقہ پیش آیا جن کی بستیاں مدینہ سے بالکل متصل ہی واقع تھیں۔ یہ لوگ توحید، رسالت، وحی، آخرت اور ملائکہ کے قائل تھے۔ اس ضابطہ شرعی کو تسلیم کرتے تھے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے نبی موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا اور ان کا دین بھی وہی اسلام تھا جس کی تعلیم رسول اللہ ﷺ دے رہے تھے۔ لیکن صدیوں کے مسلسل انحطاط نے ان کو اصل دین سے بہت دور ہٹا دیا تھا۔ ان کے

عقائد میں بہت سے غیر اسلامی عناصر کی آمیزش ہوگئی تھی جن کے لیے توراۃ میں کوئی سند موجود نہ تھی۔ ان کی عملی زندگی میں بکثرت ایسے رسوم اور طریقے رواج پاگئے تھے جو اصل دین میں نہ تھے۔ خود توراۃ کو انہوں نے انسانی کلام کے ساتھ خلط ملط کر دیا تھا۔ ان کے علماء ومشائخ، سرداران قوم اور عوام سب کی اعتقادی، اخلاقی اور عملی حالت بگڑ گئی تھی۔ صدیوں سے جب کوئی اللہ تعالیٰ کا بندہ انہیں دین کا صحیح راستہ بتاتے تو وہ اسے اپنا دشمن سمجھتے تھے اور ہر ممکن طریقہ سے کوشش کرتے تھے کہ وہ کسی طرح اصلاح میں کامیاب نہ ہوسکے۔ یہی رویہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بھی اپنایا اور آپ پر ایمان لانے کی بجائے دشمنی پر اُتر آئے تو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ان کے اعتقادی، عملی، معاشی اور معاشرتی برائیوں کو واضح کر کے ان سے دور رہنے کی تلقین کی۔ زیر نظر تحقیق میں یہودیوں کی انہیں برائیوں کو متنوع مباحث کی صورت کے ڈاکٹر اسرار احمد کی تفسیر "بیان القرآن" کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے۔

یہودیت کے متعلق متنوع مباحث

بیان القرآن (ڈاکٹر اسرار احمد) کا تعارف

ڈاکٹر اسرار احمد کی قرآنی خدمات میں "بیان القرآن" ایک اہم حیثیت رکھتی ہے۔1984ء سے نماز تراویح کے دوران ڈاکٹر صاحب نے قرآن مجید کا ترجمہ اور مختصر تفسیر بیان کرنا شروع کیا۔ ڈاکٹر صاحب کے اس دورہ ترجمہ قرآن کو دنیا بھر میں مقبولیت حاصل ہوئی۔1998ء میں کراچی کی قرآن اکیڈمی میں ہونے والے دورہ ترجمہ قرآن کو "بیان القرآن" کے نام سے کتابی شکل میں شائع کرنے کا کام ڈاکٹر صاحب کی زندگی ہی میں شروع ہو گیا تھا۔ اس کی ترتیب وتدوین کا بیڑا حافظ خالد محمود خضر نے اٹھایا اور اس کی اشاعت کا اہتمام انجمن خدام القرآن خیبر پختونخوا پشاور نے کیا۔ اس تفسیر کی خصوصیات میں ایک اہم خصوصیت مختلف فرقوں اور مذاہب پر آسان فہم انداز میں تنقیدی جائزہ بھی ہے۔

یہودیوں کے تصور الٰہ کا عقیدہ

یہود نے جس طرح دیگر مراسم ابراہیمی میں تحریف کر کے اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا، ایسا ہی انہوں نے دین ابراہیمی کے بنیادی قطعی عقائد میں بھی تحریف کر کے اسے نیا مفہوم دے دیا۔ انہی یہود نے بچھڑے کو معبود بنا کر انبیاء علیہم السلام کی موجودگی میں اسے دینی جواز مہیا کیا، اسی طرح موسیٰ علیہ السلام موجودگی میں اللہ کے سوا ایک محسوس معبود (بت) کی تمنا کر گیے۔ کہ ہمارے لیے بھی ان بت پرستوں کی طرح ایک بت ہونا چاہیے، تاکہ ہم بھی ان کی طرح ایک محسوس معبود کی پوجا کیا کرے۔ اسی طرح فرط عقیدت میں حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مان گیے۔ ان یہودی شرکی عقائد پر قرآن میں صریح تنقید آئی ہے۔ ذیل میں ان آیات کو اور ساتھ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی تفسیر و تبصرہ کو ان کی "تفسیر بیان القرآن" سے ذکر کیا جاتا ہے۔

یہود کی گوسالہ پرستی

یہود کی ایک بڑی اعتقادی بیماری یہ تھی، کہ وہ بہت جلد ظاہر پرستانہ رسوم سے متاثر ہوتے تھے،اور پھر اس کو اپنانے میں کسی بھی حد تک جاتے تھے۔ذیل میں ان آیات کا ذکر کیا جاتا ہے، جن میں ان کی اس گوسالہ پرستی کا ذکر ہے۔

آیت نمبر1

"وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسَىٰ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَهُ خُوَارٌ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّهُ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيهِمْ سَبِيلًا اتَّخَذُوهُ وَكَانُوا ظَالِمِينَ"[1]

"اور بنالیا موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم نے آپ (علیہ السلام) کے بعد اپنے زیورات سے بچھڑے کا سا ایک جسم جس سے بیل کی سی آواز نکلتی تھی کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ نہ وہ ان سے بات کر سکتا ہے اور نہ انہیں راستہ بتا سکتا ہے! اسی کو وہ (معبود) بنا بیٹھے اور وہ تھے بہت ظالم!"

ڈاکٹر اسرار احمد اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر چلے گئے تو آپ علیہ السلام کی قوم کے ایک شخص سامری یہ فتنہ اٹھایا۔اس نے سونے کا مجسمہ بنانے کا منصوبہ بنایا اور اس مقصد کے لیے اس نے لوگوں سے زیورات اکٹھے کر لیے۔روایات کے مطابق یہ زیورات زیادہ تر مصر کے باشندوں قبطیوں کے تھے جو انہوں نے بنی اسرائیل کے لوگوں کے پاس امانتاً رکھوائے ہوئے تھے۔ فرعونیوں کے ہاتھوں اپنی تمام تر ذلت کے باوجود معاشرے میں بنی اسرائیل کی اخلاقی ساکھ ابھی تک کسی نہ کسی سطح پر اس وجہ سے موجود تھی کہ یہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔یہی وجہ تھی کہ بہت سے باشندے اپنی قیمتی چیزیں ان کے ہاں امانت کے طور پر رکھ دیا کرتے تھے۔جب یہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مصر سے نکلے تو اس وقت بھی ان کے بہت سے لوگوں کے پاس قبطیوں کے بہت سے زیورات امانتوں کے طور پر موجود تھے۔ چنانچہ وہ زیورات ان کے مالکوں کو واپس کرنے کی بجائے اپنے ساتھ لے آئے تھے۔سامری نے ایک منصوبے کے تحت سارے قافلے سے وہ زیورات اکٹھے کیے۔ باقاعدہ ایک بھٹی بنا کر ان زیورات کو گلایا اور بچھڑے کی شکل اور جسامت کا ایک مجسمہ تیار کر دیا۔اس نے ایک ماہر کاریگر کی طرح اس مجسمے کو بنایا، سنوارا اور اس میں کچھ سوراخ اس طرح سے رکھے کہ جب ان میں سے ہوا گزرتی تھی تو گائے کے ڈکارنے جیسی آواز سنائی دیتی۔ یہ سب کچھ کرنے کے بعد سامری نے

اعلان کر دیا کہ یہ بچھڑا تم لوگوں کا خدا ہے اور موسیٰ علیہ السلام کو دراصل مغالطہ ہو گیا ہے جو خدا سے ملنے کو وہ طور پر چلے گئے ہیں۔"[2]

آیت نمبر 2

"فَأَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَهُ خُوَارٌ فَقَالُوا هَذَا إِلَهُكُمْ وَإِلَهُ مُوسَى فَنَسِيَ"[3]

"پھر لوگوں کے لیے ایک بچھڑا بر آمد کر دیا ایک دھڑ جس سے ڈکرانے کی آواز آتی تھی تو لوگ کہنے لگے کہ یہ ہے تمہارا معبود ہے اور موسیٰ (علیہ السلام) کا معبود بھی لیکن وہ (موسیٰ (علیہ السلام)) بھول گیا ہے"

اس آیت کے نیچے ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں:

"اس سلسلے میں جو مختلف روایات ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ مصر میں اگرچہ اسرائیلی قوم کی حیثیت غلامانہ تھی مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے تعلق کی وجہ سے ان کی دیانت داری مسلّم تھی۔ چناچہ قبطی لوگ اپنے زیورات اور دوسری قیمتی چیزیں اکثر ان کے پاس امانت رکھوایا کرتے تھے۔ جب یہ لوگ مصر سے نکلے تو قبطی قوم کے بہت سے زیورات بھی وہ اپنے ساتھ لے آئے جو ان میں سے اکثر لوگوں کے پاس بطور امانت پڑے تھے۔ البتہ اس کا ان کے ذہن پر ایک بوجھ تھا کہ یہ ہمارے لیے جائز بھی ہیں یا نہیں؟ اس حوالے سے سامری نے بھی انہیں قائل کر لیا کہ اس بوجھ سے نجات حاصل کرنے کے لیے ان کو یہ زیورات پھینک دینے چاہئیں۔ چناچہ جب ان لوگوں نے وہ زیوارت پھینک دیے تو سامری نے انہیں پگھلا کر گائے کے بچھڑے کی شکل کا ایک مجسمہ بنا ڈالا، اور اس میں خاص مہارت سے کچھ ایسے سوراخ رکھے کہ جب ان میں سے ہوا گزرتی تو بیل کے ڈکرانے کی طرح آواز پیدا ہوتی۔"[4]

مذکورہ بالا آیات کا زیر نظر تفسیر کے تناظر میں خلاصہ یہ ہے، کہ یہود سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں بھی توحید جیسے عقیدہ پر بھی گامزن نہ رہ سکے، اور سیدنا موسیٰ کی معمولی غیر حاضری پر ایک جلیل القدر پیغمبر کی دعوت کو جھٹلا کر سامری کے جھانسے میں آ گئے، اور گوسالہ پرستی میں مبتلا ہو کر شرک اکبر کے مرتکب ہوئے۔

یہود کی اصنام پرستی

یہود کی ایک اور اعتقادی کمزوری جو قرآن نے ذکر کی ہے، وہ یہ ہے، کہ یہ لوگ مظہر پرست تھے۔ ایک غیبی ہستی پر ایمان لانا ان کے لیے باعث الجھن تھا، اس کے برعکس ایک محسوس چیز کو مرکز توجہ بنا کر اس کی عبادت کرنا ان کے

لیے آسان تھا۔ یہی عادت ان اصنام پرستوں کی ہے، کہ ان کے لیے ایک غیبی عالم میں الٰہ کا تصور کرنا اور پھر اس الٰہ کی عبادت کرنا مشکل ہے۔ اس طرح کا اثر یہود کے عقائد پر بھی تھا، ذیل کی آیت میں قرآن نے ان کی اس بت پرستانہ عقیدہ کی وضاحت کی ہے:

"وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتَوْا عَلَىٰ قَوْمٍ يَعْكُفُونَ عَلَىٰ أَصْنَامٍ لَهُمْ قَالُوا يَا مُوسَى اجْعَل لَّنَا إِلَٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيهِ وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ"[5]

"اور پار کروایا ہم نے بنی اسرائیل سے سمندر تو وہ گزرے ایک ایسی قوم پر جو لگے بیٹھے تھے اپنے بتوں سے کہنے لگے کہ اے موسیٰ (علیہ السلام) ہمارے لیے بھی کوئی ایسا ہی دیوتا بنا دو جیسے ان کے دیوتا ہیں آپ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ تم بڑے ہی جاہل لوگ ہو!"

ڈاکٹر اسرار احمد ان آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اس قوم کو دیکھ کر بنی اسرائیل کا بھی جی چاہا کہ ہمارے لیے بھی کوئی ایسا معبود ہو جس کو سامنے رکھ کر ہم اس کی پوجا کریں۔ چنانچہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اپنی یہ خواہش ظاہر کی۔ جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں سخت ڈانٹ پلائی:

"قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ" [6]

"تم کتنی بڑی نادانی اور جہالت کی بات کر رہے ہو"

ڈاکٹر اسرار احمد آگے ان بت پرستوں کے اس طرز عبادت کی حکمت کو ایک ہندومت کے فلسفی سے نقل کر کے لکھتے ہیں:

"اس فلسفہ بت پرستی کو ڈاکٹر رادھا کرشنن نے تفصیل سے بیان کیا ہے۔ ڈاکٹر رادھا کرشنن ساٹھ کی دہائی میں ہندوستان کے صدر بھی رہے۔ انہوں نے اپنی تصنیفات کے ذریعے ہندوستان کے فلسفے کو زندہ کیا۔ یہ برٹرینڈ رسل کے ہم عصر تھے اور یہ دونوں اپنے زمانے میں چوٹی کے فلسفی تھے۔ برٹرینڈ رسل ملحد تھا جبکہ ڈاکٹر رادھا کرشنن مذہبی تھا۔ اتفاق سے ان دونوں کی عمر کم و بیش 90 سال تھی۔ بت پرستی کے بارے میں ڈاکٹر رادھا کرشنن کے فلسفے کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم جو کسی دیوی یا دیوتا کے نام کے بت بناتے ہیں تو ہم ان بتوں کو اپنے نفع یا نقصان کا مالک نہیں سمجھتے' بلکہ ہمارا اصل مقصد ایک مجسم چیز کے ذریعے سے توجہ مرکوز کرنا ہوتا ہے۔ کیونکہ تصوراتی

انداز میں ان دیوتاؤں کے بارے میں مراقبہ کرنا اور پوری توجہ کے ساتھ ان کی طرف دھیان کرنا بہت مشکل ہے' جبکہ مجسمہ یا تصویر سامنے رکھ کر توجہ مرکوز کرنا آسان ہو جاتا ہے۔[7]

خلاصہ یہ کہ یہود نے بھی اللہ تعالیٰ کو ایک مجسم ذات تصور کر کے اس کی عبادت کے لیے ایک مجسمہ کو ضروری قرار سے کر ایک بت پرستانہ نظریہ کو ایجاد کیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی ذات جسم اور دیگر جسمانی صفات سے ماوراء ہے۔ اس کی عبادت کے لیے ایک مجسمہ کو لازم قرار دینا عقیدہ توحید کے منافی ہے۔

یہود کا عقیدۂ ابنیت عزیر (علیہ السلام)

عقیدہ تصور الہٰ میں تحریف کے علاوہ یہود کا ایک عقیدہ یہ بھی تھا، کہ عزیر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے۔ گویا انہوں نے بعض ہستیوں کی محبت میں اتنی غلو اختیار کی، کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف وہ صفات منسوب کیے، جو کہ توحید کے منافی اور خاصہ مخلوق ہے، ذیل کی آیت ملاحظہ ہو:

"وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ بَلْ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ كُلٌّ لَهُ قَانِتُونَ"[8]

"اور ان (میں وہ بھی ہیں جو) کہتے ہیں کہ اللہ نے کوئی بیٹا بنایا ہے۔ وہ تو ان باتوں سے پاک ہے۔ بلکہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اسی کی ملکیت ہے۔ سب اسی کے مطیع فرمان ہیں"

ڈاکٹر اسرار احمد اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"ظاہر بات ہے یہاں پھر اہل مکہ ہی کی طرف اشارہ ہو رہا ہے جن کا یہ قول تھا کہ اللہ نے اپنے لیے اولاد اختیار کی ہے۔ وہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے۔ نصاریٰ مسیح علیہ السلام کو، اور یہودیوں کا ایک گروہ حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہتا تھا۔"[9]

گویا اس آیت کی رو سے تمام مشرکین خواہ اہل کتاب ہیں یا غیر اہل کتاب، وہ سب اس عقیدہ کے قائل تھے کہ اللہ تعالیٰ نے نعوذ باللہ بیٹا بھی رکھا ہے۔ یہود و نصاریٰ کے اس عقیدہ کی تصریح قرآن پاک میں سورۃ توبہ کی آیت نمبر30 میں ہوئی ہے جس کا ترجمہ کچھ یوں ہے:

"یہودی کہتے ہیں کہ عزیر (علیہ السلام) اللہ کے بیٹے ہیں اور نصرانی کہتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ ان کے منہ کی بنائی ہوئی باتیں ہیں یہ ان لوگوں کی سی باتیں کر رہے ہیں جو ان سے پہلے کافر ہو چکے ہیں۔ اللہ انہیں ہلاک کرے یہ کہاں سے بچلائے گئے ہیں"

اس آیت کی تفسیر میں ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

"ان کی ان باتوں یا من گھڑت عقیدوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے' بلکہ یہ لوگ اپنے

سے پہلے والے مشرکین کے عقائد کی نقل کر رہے ہیں۔ متھرا ازم ایک قدیم مذہب تھا جس کا مرکز مصر تھا، اور یہ یہود و نصاریٰ اس عقیدہ میں اس قدیم مذہب کی نقالی کرتے ہیں۔"[10]

خلاصہ یہ کہ یہود بھی مشرکین کی طرح اللہ تعالیٰ کے لیے ولدیت کے قائل ہیں۔

یہود کا عقیدہ توہین ملائکہ

یہود انتہائی متعصب لوگ ہیں، اور ان کے تعصب نے انہیں صریح حق جو کہ نبوت محمدی ﷺ ہے، اس سے محروم کیا۔ ان کا بنیادی دعویٰ یہی تھا، کہ نبوت صرف بنی اسرائیل کا حق ہے، اور نبوت کا یہ سلسلہ یہاں تک منحصر رہے گا۔ لہذا بنی اسماعیل جو کہ ان پڑھ لوگ ہیں، ان میں نبوت کا سلسلہ جاری نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے اس خاندان میں نبوت کے اجرا کو جبریل علیہ السلام کی شرارت کہہ دی۔ اور یوں اس تعصب کی بنا پر انہوں نے جبریل فرشتہ کے بارے میں ایک توہین آمیز عقیدہ گھڑ لیا۔ ذیل میں سورۃ بقرہ کی آیت نمبر 97، 98 کا ترجمہ ملاحظہ ہوں:

"(اے نبی ﷺ) کہہ دیجیے جو کوئی بھی دشمن ہو جبریل (علیہ السلام) کا تو وہ یہ جان لے کہ اس نے تو نازل کیا ہے اس قرآن کو آپ ﷺ کے دل پر اللہ کے حکم سے یہ تصدیق کرتے ہوئے آیا ہے اس کلام کی جو اس کے سامنے موجود ہے اور ہدایت اور بشارت ہے اہل ایمان کے لیے۔ اور جو اللہ کا، فرشتوں اور اللہ کے رسل اور جبریل و میکائیل کا دشمن ہے تو بے شک اللہ کافروں کا دشمن ہے"

ان آیات کی تفسیر میں ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

"محمد ﷺ کی بعثت یہود کے لیے بہت بڑی آزمائش ثابت ہوئی۔ ان کا خیال تھا کہ آخری نبوت کا وقت قریب ہے اور یہ نبی بھی حسب سابق بنی اسرائیل میں سے مبعوث ہو گا۔ لیکن نبی آخر الزمان ﷺ کی بعثت بنی اسماعیل میں سے ہو گئی۔ یہود جس احساس برتری کا شکار تھے اس کی رو سے وہ بنی اسماعیل کو حقیر سمجھتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ اُمّی لوگ ہیں "اَن پڑھ ہیں" ان کے پاس نہ کوئی کتاب ہے نہ شریعت ہے اور نہ کوئی قانون اور ضابطہ ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ایک شخص کو کیسے چن لیا؟ ان کا خیال تھا کہ یہ سب جبرائیل کی شرارت ہے کہ وہ وحی لے کر محمد عربی ﷺ کے پاس چلا گیا۔ لہٰذا وہ حضرت جبرائیل کو اپنا دشمن تصور کرتے تھے اور انہیں گالیاں دیتے تھے۔"[11]

اس غلط فہمی کا جواب آگے اللہ تعالیٰ نے خود دیا ہے، کہ جو بھی ان فرشتوں کے بارے میں توہین آمیز رویہ رکھے گا، گویا اس نے تمام رسل اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ دشمنی مول لی۔ اور ایسے لوگ کافر ہو کر اللہ تعالیٰ کے دشمن بن

گیے۔ڈاکٹر اسرار احمد اس کی تعبیر یوں کرتے ہیں:

"اللہ 'اس کے رسول ﷺ اور اس کے ملائکہ سب ایک حیاتیاتی وحدت organic whole کی حیثیت رکھتے ہیں، یہ ایک جماعت ہیں ان میں کوئی اختلاف یا افتراق نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی جبرائیل علیہ السلام کا دشمن ہے تو وہ اللہ کا دشمن ہے، اور اگر کوئی اللہ کے سچے رسول ﷺ کا دشمن ہے تو وہ اللہ کا بھی دشمن ہے اور جبرائیل علیہ السلام کا بھی دشمن ہے "[12]

خلاصہ یہ کہ فرشتوں کی توہین معمولی جرم نہیں ہے، محض توحید کا مدعی ہونا ایمان کے لیے کافی نہیں، جب تک ان تمام ذرائع کی مقدسیت کا عقیدہ نہ ہو، جن کی وساطت سے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا ہے۔یہود نے اس توہین کا ارتکاب کرکے دعویٰ توحید کے باوجود کافر ٹھہرائے گیے۔

یہود کا عقیدہ مختاریت

یہود کا ایک بنیادی عقیدہ یہ بھی تھا، کہ ہم ہی افضل البشر ہیں، اور ہم ہی اللہ کے منتخب شدہ لوگ ہیں۔ اس لیے اگر ہم کوئی غلطی بھی کرلیں، تو وہ قابل مؤاخذہ نہیں ہے، اور اگر مؤاخذہ ہو بھی جائے، تو وہ دیگر امتوں کی طرح نہیں ہو گا، بلکہ ایک مخصوص مدت تک معمولی سزا بھگتنے کے بعد ہم بری ہوں گے۔ ذیل میں سورۃ نساء کی آیات 49 کا ترجمہ ذکر کیا جاتا ہے جن میں ان کا یہ عقیدہ ذکر ہے:

"کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو خود کو بڑا پاکیزہ ٹھہراتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو پاک کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور ان پر ذرا بھی ظلم نہیں کیا جائے گا"

اس آیت کے نیچے ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں:

"یہاں یہود کے اسی فلسفے کی طرف اشارہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو بہت پاک باز اور اعلیٰ وارفع سمجھتے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ "chosen people of the lord" ان کے نزدیک دوسرے تمام لوگ Goyems اور Gentiles ہیں، جو دیکھنے میں انسان نظر آتے ہیں، حقیقت میں حیوان ہیں۔ ان کو تو جس طرح چاہو لوٹ کر کھا جاؤ، جس طرح سے چاہو ان کو دھوکہ دو، ان کا استحصال کرو ہم پر کوئی گرفت نہیں ہے۔ سورۃ آل عمران میں ہم ان کا قول پڑھ چکے ہیں:

"لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّيِّنَ سَبِيلٌ"[13]

"ان اُمیوں کے معاملے میں ہم پر کوئی گرفت نہیں ہے"

یعنی ہم سے ان کے بارے میں کوئی محاسبہ اور کوئی مؤاخذہ نہیں ہو گا۔ جیسے آپ نے گھوڑے

کوٹانگے میں جوت لیا یا ہرن کا شکار کر کے کھالیا تو آپ سے اس پر کون مؤاخذہ کرے گا؟"[14]

آیت نمبر2

" وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ بَلْ أَنْتُمْ بَشَرٌ مِمَّنْ خَلَقَ يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ "[15]

"اور یہود و نصاریٰ کہتے ہیں، کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں۔ کہو کہ پھر اللہ تمھاری گناہوں کے سبب سزا کیوں دیتے ہیں؟ بلکہ تم اللہ کے مخلوق میں سے عام انسان ہوں، وہ جسے چاہتاہے، بخش دیتاہے، اور جسے چاہتاہے سزا دیتاہے۔ اور آسمانوں اور زمینوں کی ملکیت خاص اللہ تعالیٰ کی ہے، اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے۔ اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔"

اس آیت کی تفسیر میں ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں:

"اگر تم اللہ کی اولاد اور چہیتے ہو، تو اس لیے تمھیں بخت نصر کے ہاتھوں پٹوایا، تمھارے چھ لاکھ افراد قتل کروادیے؟ چھ لاکھ قیدی بنے، تمھارا ہیکل اول شہید کر دیا گیا؟"[16]

خلاصہ یہ کہ یہودیوں کا عقیدہ مختاریت یہ ان کا زعم باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب انسانوں کے لیے ایک ہی معیار ہے، وہ ایمان اور عمل صالح پر احسن جزا سے نوازتاہے، اور عمل بد پر اگر چاہے تو معاف فرمائے، ورنہ اسے سزا دلوادے۔ اس قانون میں سب برابر ہے۔ یہودی بھی اس قانون کے پابند ہیں۔

یہود کی عبادت گاہ

ہر مذہب والے جہاں عبادت کرتے ہیں، وہ اپنی عبادت گاہ کو خاص نام کے ساتھ موسوم کرتے ہیں۔ یہود کی عبادت کے لیے اللہ تعالیٰ نے سورہ حج کی آیت نمبر40 میں لفظ صلوات استعمال کیاہے۔ آیت کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

"اگر اللہ لوگوں کے ایک گروہ (کے شر) کو دوسرے کے ذریعے دفع نہ کرتا رہتا، تو ڈھادیے جاتے ساری خانقاہیں، گرجے، کنیسے اور مساجد جن میں کثرت سے اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتاہے۔"

اس آیت کے نیچے ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

"صلوات "صلوٰۃ کی جمع ہے، اور یہ عبرانی زبان کا لفظ ہے، اور اس سے مراد یہودیوں کے عبادت خانے ہیں۔ دراصل عربی اور عبرانی زبان میں بہت مشابہت پائی جاتی ہے۔ یوں

لگتا ہے، جیسے یا تو ان کا آپس میں ماں بیٹی کا رشتہ ہے، یا پھر دونوں سگی بہنیں ہیں۔"[17]

اس اقتباس سے دو باتیں ثابت ہو گئیں: کہ عبرانی زبان میں یہودیوں کی عبادت گاہ کو صلوۃ کہتے ہیں۔ اور دوسری یہ کہ عربی زبان اور عبرانی زبان دونوں کا آپس میں گہرا رشتہ اور مشابہت ہے۔

یہود کی نماز کا ذکر

قرآن مجید میں یہود کی نماز کا ذکر ہے، اگرچہ اس کی تفصیلات قرآن میں ذکر نہیں۔ ذیل کی آیت ملاحظہ ہو:

"وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ وَأَخِيهِ أَن تَبَوَّآ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوتًا وَاجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قِبْلَةً وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ"[18]

"اور ہم نے وحی کی موسیٰ اور اس کے بھائی کو کہ تم اپنی قوم کو مصر میں کچھ گھروں میں معین کر لو اور بناؤ اپنے گھروں کو نماز کی جگہ بنالو اور نماز قائم رکھو اور اہل ایمان کو بشارت دے دو"

اس آیت کے نیچے ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں:

"فرعون کے خوف سے وہ لوگ مسجد تو تعمیر نہیں کر سکتے تھے، اس لیے انہیں کہا گیا کہ اپنے گھروں کو قبلہ کی طرف تعمیر کرو تا کہ وہاں تم نمازیں پڑھا کرو۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ کے زمانے میں بھی قبلہ معیّن تھا جبکہ بیت المقدس تو ابھی بنا ہی نہیں تھا۔ بیت المقدس تو حضرت موسیٰ کے زمانے سے ایک ہزار سال بعد حضرت سلیمان نے تعمیر فرمایا تھا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ اور آپ کی قوم کا قبلہ یہی بیت اللہ تھا۔"[19]

اس اقتباس سے تین باتیں واضح ہو گئیں: ایک یہ کہ یہود کے ہاں بھی نماز جیسے عبادت کا تصور موجود تھا۔ دوسری بات یہ ثابت ہو گئی، کہ عذر کی بنا پر انہیں گھروں میں نماز کا حکم دیا گیا۔ اور تیسری بات، کہ یہودیوں کی پہلی قبلہ گاہ بھی بیت اللہ تھی۔ بیت المقدس سیدنا سلیمان علیہ السلام کے بعد ان کی قبلہ گاہ بنی تھی۔

یہود کی قبلہ گاہ "ہیکل سلیمانی کا ذکر"

جس طرح اہل اسلام کے لیے بیت اللہ قبلہ گاہ ہے، اسی طرح ہیکل سلیمانی یہود کے لیے قبلہ گاہ ہے۔ سورہ اسراء کی آیت نمبر 17 کی تفسیر میں ڈاکٹر اسرار احمد نے ہیکل سلیمانی پر جو تاریخی تجزیہ کیا ہے، وہ ذکر کیا جاتا ہے۔ آیت کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

"پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی جس کے ماحول پر ہم نے برکتیں ب نازل کی ہیں تا کہ ہم دکھائیں اس (بندے محمد) کو اپنی

نشانیاں۔ یقیناً وہ ہر بات سننے والا دیکھنے والا ہے۔"

اس آیت کے نیچے ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں:

"ہیکل سلیمانی بنی اسرائیل کی مرکزی عبادت گاہ تھی۔ اس لحاظ سے نہ معلوم اللہ کے کیسے کیسے نیک بندے کس کس انداز میں یہاں عبادت کرتے رہے ہوں گے۔ اس کے علاوہ بیت المقدس کو بنی اسرائیل کے قبلہ کی حیثیت بھی حاصل تھی۔ چناں چہ مادی و روحانی دونوں اعتبار سے اس علاقے کو اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ برکتوں سے نوازا ہے۔"[20]

اسی طرح ذیل کی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ"[21]

"اب پھیر دیجیے اپنے رخ کو مسجد حرام کی طرف"

ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

"تورات میں بھی یہ مذکور تھا کہ اصل قبلہ ابراہیمی بیت اللہ ہی تھا۔ بیت المقدس کو تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے ایک ہزار سال بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کیا جسے ہیکل سلیمانی سے موسوم کیا جاتا ہے۔"[22]

ان دو اقتباسات سے مندرجہ ذیل باتیں واضح ہو گئیں:

1- یہود کا بھی قبلہ اول بیت اللہ ہی تھا۔

2- بیت المقدس اور ہیکل سلیمانی ایک ہی جگہ کے دو نام ہیں۔

3- بیت المقدس کے مؤسس سیدنا سلیمان علیہ السلام ہیں، اور اس کی تاسیس بیت اللہ کی تعمیر سے ایک ہزار سال بعد کی گئی ہے۔

چوں کہ قرآن مجید میں یہود کی اعتقادی اور دیگر عملی بد اخلاقیوں اور منافقانہ رویوں کا ذکر زیادہ کیا ہے، اور ان کی عبادات اور دیگر رسوم پر روشنی نہیں ڈالی گئی ہے، اس لیے اس تفسیر میں بھی مذکورہ بالا مباحث جو ان کی عبادت گاہ اور عبادت سے متعلق ہیں، کے علاوہ دیگر رسوم کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔

چوں کہ قرآن مجید میں یہودیت سے متعلق ان کی اخلاقی اور دیگر متنوع منفی رویوں کے بارے میں سیر حاصل بحث کی ہے، اس لیے ڈاکٹر صاحب کی اس تفسیر میں بھی ان متنوع مباحث پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔ ذیل میں ترتیب وار ان متنوع مباحث کا ذکر کیا جاتا ہے:

یہود کی مسلم دشمنی

قرآن مجید میں اہل اسلام کے لیے سخت ترین دشمنوں کی فہرست میں دو قسم کے لوگ ہیں:

1- مشرکین،2- یہود

ذیل کی آیت ملاحظہ ہوں:

"لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا"[23]

"تم ضرور پاؤ گے اہل ایمان کے حق میں شدید ترین دشمن یہود کو اور ان کو جو مشرک ہیں"

ڈاکٹر صاحب اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

" یہ بہت اہم آیت ہے۔ مکہ کے مشرکین بھی مسلمانوں کے دشمن تھے، لیکن ان کی دشمنی کم از کم کھلی دشمنی تھی، ان کا دشمن ہونا بالکل ظاہر و باہر تھا' وہ سامنے سے حملہ کرتے تھے۔ لیکن مسلمانوں سے بد ترین دشمنی یہود کی تھی، وہ آستین کے سانپ تھے اور سازشی انداز میں مسلمانوں کو نقصان پہنچانے میں مشرکین مکہ سے کہیں آگے تھے۔ آج بھی یہود اور ہنود مسلمانوں کی دشمنی میں سب سے آگے ہیں، کیونکہ اس قسم بت پرستی کا شرک تو اب صرف ہندوستان میں رہ گیا ہے، اور کہیں نہیں رہا۔ ہندوستان کے بھی اب یہ صرف نچلے طبقے میں ہے جبکہ عام طور پر اوپر کے طبقے میں نہیں ہے۔ لیکن بہر حال اب بھی مسلمانوں کے خلاف یہود اور ہنود کا گٹھ جوڑ ہے۔"[24]

اقتباس کا خلاصہ یہ ہوا کہ ڈاکٹر اسرار کے نزدیک قرآن کی رو سے مسلمانوں کے دو سخت ترین دشمن ہیں: یہود اور ہنود، اور ان کی نزدیک چوں کہ آیت میں عموم ہے، لہذا یہ موجود یہود اور ہنود کو شامل ہے۔

یہود کا حسد

حسد کی بیماری احساس برتری کے شکار لوگوں میں زیادہ پائی جاتی ہے۔ چوں کہ یہود بھی خود کو سب سے اعلیٰ اور برتر سمجھتے تھے، اور ہر قسم الٰہی نعمت کا خود کو مستحق سمجھتے تھے، اس لیے جب بھی بنو اسماعیل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نعمت نازل ہوتی، تو ان کی حالت حسد کی وجہ سے قابل دیدنی ہوتی تھی۔ ذیل میں سورہ بقرہ کی آیت نمبر 109 کا ترجمہ ملاحظہ ہو جن میں ان کی حسد کو یوں بیان کیا گیا ہے:

" اہل کتاب میں سے بہت سے لوگ یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح تمہیں پھیر کر تمہارے ایمان کے بعد تمہیں پھر کافر بنادیں بسبب ان کے دلی حسد کے اس کے بعد کہ ان پر حق بالکل واضح ہو چکا ہے۔ تو اے مسلمانو! تم معاف کرتے رہو اور درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ بھیج دے یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے"

ڈاکٹر اسرار احمد اس آیت کے نیچے لکھتے ہیں:

"یہ ایسے ہی ہے جیسے کسی بلّی کی دم کٹ جائے تو وہ یہ چاہے گی کہ ساری بلیوں کی دمیں کٹ جائیں تاکہ وہ علیحدہ سے نمایاں نہ رہے۔ چناچہ یہود یہ چاہتے تھے کہ اہل ایمان کو بھی واپس کفر میں لے آیا جائے۔ ان کا یہ طرز عمل ان کے حسد کی وجہ سے ہے کہ یہ نعمت مسلمانوں کو کیوں دے دی گئی؟"[25]

خلاصہ یہ کہ یہود مسلمانوں سے حسد کی وجہ سے ان کو ایمانی نعمت سے محروم کرانا چاہتے تھے۔

یہود کی سود خوری

یہود میں سود خوری کا عمل بہت زیادہ تھا اور اب بھی موجود ہے، حالاں کہ کسی بھی آسمانی شریعت میں اس کی اجازت نہیں۔ سورہ النساء کی آیت نمبر 161 میں یہود کی سود خوری کا ذکر ہے:

"اور سود لیا کرتے تھے جب کہ اس سے انہیں منع کیا گیا تھا اور لوگوں کے مال ناحق کھاتے تھے اور ان میں سے جو کافر ہیں ان کے لیے ہم نے بہت دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

ڈاکٹر اسرار احمد اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"شریعت موسوی میں سود حرام تھا، آج بھی حرام ہے۔ لیکن انہوں نے اس حکم کا اپنا ایک من پسند مفہوم نکال لیا، جس کے مطابق یہودیوں کا آپس میں سود کا لین دین تو حرام ہے، کوئی یہودی دوسرے یہودی سے سودی لین دین نہیں کر سکتا، لیکن غیر یہودی سے سود لینا جائز ہے، کیونکہ وہ ان کے نزدیک Gentiles اور Goyems ہیں، انسان نما حیوان ہیں۔ جن سے فائدہ اٹھانا اور ان کا استحصال کرنا ان کا حق ہے۔ کیوں کہ ان کا نظریہ یہ تھا "کہ ان امیّین کے بارے میں ہم پر کوئی گرفت ہے ہی نہیں کوئی ذمہ داری ہے ہی نہیں۔" ہم جیسے چاہیں لوٹ مار کریں، جس طرح چاہیں انہیں دھوکہ دیں، ہم پر کوئی مواخذہ نہیں۔ لہٰذا سود کھانے میں ان کے ہاں عمومی طور پر کوئی قباحت نہیں ہے۔"[26]

اقتباس سے واضح ہو گیا، کہ یہود دوسروں سے لین دین کے دوران سود لینا ذاتی حق سمجھتے ہیں، اور ان سے یہ اس لیے لیتے ہیں، کہ یہ انہیں حقیر سمجھتے ہیں، اور ان کو انسان نما حیوان سمجھتے ہیں۔

یہود کی تحریف کاری

یہود کے اندر ایک اخلاقی بیماری یہ تھی، کہ یہ لوگ احکام شرعیہ میں خصوصاً اور عام مکالمات میں عموماً تحریف کرتے تھے۔ ذیل کی آیت ملاحظہ ہوں:

" مِنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَرَاعِنَا لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّينِ "[27]

" ان یہودیوں میں سے کچھ لوگ ہیں جو کلام کو اس کے اصل مقام و محل سے ہٹا ڈالتے ہیں وہ کہتے ہیں ہم نے سنا اور ہم نے نہیں مانا اور (کہتے ہیں) سنیے نہ سنا جائے اور (کہتے ہیں) رَاعِنَا اپنی زبانوں کو موڑ کر اور دین میں طعن کرنے کے لیے"

ڈاکٹر اسرار احمد اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"یہود اپنی زبانوں کو توڑ مروڑ کر الفاظ کو کچھ کا کچھ بنا دیتے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوتے تو احکام الٰہی سن کر کہتے سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا۔ بظاہر وہ اہل ایمان کی طرح سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ہم نے سنا اور ہم نے قبول کیا کہہ رہے ہوتے لیکن زبان کو مروڑ کر حقیقت میں سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا کہتے۔ یہود اپنی زبانوں کو توڑ مروڑ کر ایسے کلمات کہتے اور پھر دین میں یہ عیب لگاتے کہ اگر یہ شخص واقعی نبی ہوتا تو ہمارا فریب اس پر ظاہر ہو جاتا۔ چناچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے فریب کو ظاہر کر دیا۔"[28]

خلاصہ یہ کہ یہود احکام الہیہ اور دیگر مکالمات میں زبان کو توڑ مروڑ کر تحریف کا ارتکاب کرتے تھے۔ قرآن میں کئی جگہوں پر ان کی اس تحریف کا بیان کیا گیا ہے۔

یہود کی بددیانتی اور خیانت

قرآن مجید میں اہل کتاب کی دو قسمیں میں ہوئی ہیں، کہ ایک وہ جو پہاڑ تک مال میں خیانت کا ارتکاب نہیں کرتے، لیکن ان میں ایک وہ ہے، جو رتی بھر مال میں بھی ان پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ اہل کتاب کی اس قسم سے مراد ڈاکٹر اسرار احمد کے نزدیک یہود ہیں۔ ذیل کی آیت اور تفسیر ملاحظہ ہوں:

" وَمِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ إِنْ تَأْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُؤَدِّهِ إِلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ إِنْ تَأْمَنْهُ بِدِينَارٍ لَا يُؤَدِّهِ إِلَيْكَ إِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَائِمًا ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّيِّينَ سَبِيلٌ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ "[29]

" اور اہل کتاب میں سے ایسے لوگ بھی ہیں کہ اگر تم ان کے پاس امانت رکھوا دو ڈھیروں مال تو وہ تمہیں پورا پورا واپس لوٹا دیں گے اور ان میں ایسے بھی ہیں کہ اگر تم ان کے پاس ایک دینار بھی امانت رکھوا دو تو وہ تمہیں واپس نہیں کریں گے مگر جب تک کہ تم اس کے سر پر کھڑے رہو یہ اس لیے کہ وہ کہتے ہیں کہ ان امیین کے معاملے میں ہم پر کوئی ملامت نہیں ہے۔"

ڈاکٹر اسرار احمد اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اگر تم اس کے سر پر کھڑے ہو جاؤ اور ادائیگی پر مجبور کر دو تب تو تمہاری امانت واپس کر دے گا، ورنہ نہیں دے گا۔ ان میں سے اکثر کا کردار تو یہی ہے، لیکن اہل کتاب میں سے جو تھوڑے بہت دیانت دار تھے ان کی اچھائی کا ذکر بھی کر دیا گیا۔ بالفعل اس قسم کے کردار کے حامل لوگ عیسائیوں میں تو موجود تھے، یہودیوں میں نہ ہونے کے برابر تھے، لیکن اہل کتاب کے عنوان سے ان کا ذکر مشترک طور پر کر دیا گیا۔"[30]

ان میں یہ بددیانتی کیوں تھی؟ اس کی وجہ ڈاکٹر صاحب آگے خود بیان کرتے ہیں:

"یہودیوں کا یہ عقیدہ تورات میں نہیں ہے، لیکن ان کی اصل مذہبی کتاب کا درجہ تورات کی بجائے تالمود کو حاصل ہے۔ یوں سمجھئے کہ تورات تو ان کے لیے اُمّ الکتاب ہے، جبکہ ان کی ساری شریعت، قوانین و ضوابط اور عبادات کی ساری تفاصیل تالمود میں ہیں۔ اور تالمود میں یہ بات موجود ہے کہ یہودی کے لیے یہودی سے جھوٹ بولنا حرام ہے، لیکن غیر یہودی سے جیسے چاہو جھوٹ بولو۔ یہودی کے لیے کسی یہودی کا مال ہڑپ کرنا حرام اور ناجائز ہے، لیکن غیر یہودی کا مال جس طرح چاہو، دھوکہ، فریب اور بددیانتی سے ہڑپ کرو۔ ہم پر اس کا کوئی مواخذہ نہیں ہے۔ ان کے نزدیک انسانیت کا شرف صرف یہودیوں کو حاصل ہے۔"[31]

خلاصہ یہ کہ یہودیوں کا غیر یہودی اقوام کے ساتھ بددیانتی کا معاملہ ایک مذہبی رویہ ہے، جس کے پیچھے ان کی مقدس کتابی تفسیر "تلمود" کا نص موجود ہے، کہ غیر یہودی اقوام سرے سے انسان نہیں، لہذا ان کے ساتھ بددیانتی کا معاملہ کرنا مذہبی تقاضا ہے۔

یہود پر انبیاء علیہم السلام کی لعنت

قرآن مجید کی رو سے یہود اپنی بدتمیزیوں اور ظلم و ستم اور دیگر اخلاقی جرائم کی وجہ سے ملعون ہیں۔ ان کی یہ ملعونیت ذیل کی آیت میں ذکر ہے۔

"لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ"[32]

"لعنت بھیجی گئی ان کافروں پر بنی اسرائیل میں سے داؤد (علیہ السلام) اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان سے۔ یہ اس لیے ہوا کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حدود سے تجاوز کر جاتے تھے"

ڈاکٹر اسرار احمد اس آیت کے نیچے لکھتے ہیں:

"بنی اسرائیل اپنے کردار کی وجہ سے انبیاء کو مسلسل لعن طعن کرتے رہے ہیں۔ عہد نامہ قدیم میں حضرت داؤد علیہ السلام کے حوالے سے اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ عہد نامہ جدید میں گوسپلز میں حضرت مسیح علیہ السلام کے تنقیدی ارشادات ملتے ہیں۔ جن میں اکثر ان کے علماء، احبار اور صوفیاء مخاطب ہیں کہ تم سانپوں کے سپنولیے ہو۔ تمہارا حال ان قبروں جیسا ہے جن کے اوپر تو سفیدی پھری ہوئی ہے، مگر اندر گلی سڑی ہڈیوں کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ تم نے اپنے اوپر صرف مذہبی لبادے اوڑھے ہوئے ہیں، لیکن تمہارے اندر خیانت بھری ہوئی ہے۔ تم مچھر چھانتے ہو اور سموچے اونٹ نگل جاتے ہو، یعنی چھوٹی چھوٹی چیزوں پر توزور دار بحثیں ہوتی ہیں جبکہ بڑے بڑے گناہ کھلے بندوں کرتے ہو۔"[33]

خلاصہ یہ کہ ڈاکٹر اسرار احمد کے نزدیک عہد نامہ قدیم اور جدید دونوں میں ان انبیاء علیہم السلام کی ان پر یہ لعن طعن کے فرمودات موجود ہیں۔

یہود کی کتمانِ شہادت

یہود ایک بری اخلاقی بیماری یہ تھی، کہ وہ حق گواہی کو چھپاتے تھے، تاکہ ان کی یہ ذاتی خاندانی مذہبی اجارہ داری قائم رہے۔ اس کے لیے انہوں نے وقتاً فوقتاً ہر قسم حق چھپانے کی کوشش کی۔ ذیل میں سورہ بقرہ کی آیت نمبر 140 کا ترجمہ ملاحظہ ہوں:

"کیا تمہارا کہنا یہ ہے کہ ابراہیم، اسماعیل، اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد سب یہودی تھے یا نصرانی تھے؟ آپ کہیے! تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ؟ اور (کان کھول کر سن لو) اس شخص سے بڑھا ظالم کون ہو گا جس کے پاس اللہ کی طرف سے ایک گواہی تھی جسے اس نے چھپالیا؟ اور اللہ ہر گز غافل نہیں ہے اس سے جو تم کرتے ہو۔"

اس آیت کی تفسیر میں ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

"علماء یہود جانتے تھے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، جن کے وہ منتظر تھے۔ لیکن وہ اس گواہی کو چھپائے بیٹھے تھے۔"[34]

خلاصہ یہ کہ آپ ﷺ کی نبوت سے باخبر ہونے کے باوجود انہوں نے لوگوں کے سامنے اس حق کا اظہار نہیں کیا، حالاں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کو اس طرح جانتے تھے، جس طرح اپنے بیٹوں کو جانتے تھے۔

یہود کا غزوہ احزاب کی منصوبہ بندی میں کلیدی کردار

یہود نے 5 ہجری کو مسلمانوں کے خلاف ایک بھرپور مہم کامیاب کرنے کے لیے غزوہ احزاب میں بنیادی

کردار نبھایا۔ ذیل سورہ احزاب کی آیت نمبر 9 کی تفسیر میں ڈاکٹر اسرار احمد نے اس کا تفصیل سے ذکر کیا ہے:

"اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کے اس انعام کو جو تم لوگوں پر ہو جب تم پر چڑھ آئے بہت سے لشکر تو ہم نے ان پر ایک سخت آندھی بھیجی اور ایسے لشکر بھی جو تمہیں نظر نہیں آتے تھے۔ اور جو کچھ تم کر رہے تھے اللہ اسے دیکھ رہا تھا۔"

ڈاکٹر صاحب اس آیت کے نیچے لکھتے ہیں:

"یہ غزوہ (غزوہ احزاب) 5 ہجری میں ہوا اور اس کی منصوبہ بندی میں کلیدی کردار مدینہ سے نکالے گئے یہودی قبیلہ بنو نضیر کے سرداروں نے ادا کیا۔ بنو نضیر کو عہد شکنی کی سزا کے طور پر 4 ہجری میں مدینہ سے نکال دیا گیا تھا۔ مدینہ سے نکلنے کے بعد وہ لوگ خیبر میں جا کر آباد ہو گئے تھے۔ وہ نہ صرف مسلمانوں سے انتقام لینا چاہتے تھے بلکہ ان کا خیال تھا کہ اگر مسلمانوں کا قلع قمع ہو جائے تو وہ دوبارہ مدینہ میں آباد ہو جائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے بڑی کوششوں سے عرب کی تمام مسلم مخالف قوتوں کو اکٹھا کر کے مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے آمادہ کیا۔ اس کے لیے انہوں نے ابو عامر راہب جس کا تذکرہ اس سے پہلے سورۃ التوبہ کے مطالعے کے دوران مسجد ضرار کے حوالے سے آیت 107 کی تشریح کے ضمن میں ہو چکا ہے کی مدد سے قریش مکہ، نجد کے بنو غطفان اور عرب کے دیگر چھوٹے بڑے قبائل سے رابطہ کیا۔ اپنی اس مہم کے نتیجے میں وہ لگ بھگ بارہ ہزار جنگجوؤں پر مشتمل ایک بہت بڑا لشکر تیار کرنے اور اس کو مدینہ پر چڑھا لانے میں کامیاب ہو گئے۔"[35]

خلاصہ یہ کہ یہود نے بھرپور کوشش کی تھی، کہ یہ جنگ مسلمانوں کے خلاف کامیاب ہو جائے، اور ان کا قلع قمع ہو جائے، لیکن اللہ تعالیٰ نے سب دشمنان اسلام کی تدابیر کو ناکام کیے۔

یہود کے نزدیک ذبیح کون؟

اہل اسلام کا دعویٰ یہ ہے، کہ ابراہیم علیہ السلام نے جس بیٹے کو ذبح کے لیے اللہ کے حضور پیش کیا تھا، وہ سیدنا اسماعیل علیہ السلام تھے۔ لیکن یہود کا دعویٰ اس کے برعکس یہ ہے، کہ ذبیح اسحاق علیہ السلام تھے۔ ذیل کی آیت کی تفسیر میں ڈاکٹر اسرار احمد نے اس پر تبصرہ کیا ہے۔ آیت ملاحظہ ہوں:

"فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَى قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ"[36]

"پھر جب وہ پہنچا اس کے ساتھ بھاگ دوڑ کرنے کی عمر کو اس نے کہا: بیٹے! میں دیکھ رہا ہوں خواب میں کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں تو دیکھو! تم کیا رائے رکھتے ہو؟ بیٹے نے کہا: ابا جان! آپ وہی کیجیے جس کا آپ کو حکم ہو رہا ہے۔ اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔"

ڈاکٹر اسرار احمد اس آیت کی تفسیر میں "ذبیح" کے حوالے سے یہود کی رائے پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہاں پر ایک بات یہ بھی نوٹ کر لیجیے کہ یہودیوں نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بجائے حضرت اسحاق علیہ السلام کو "ذبیح اللہ" ثابت کرنے کی بہت کوشش کی ہے۔ اس کے لیے انہوں نے تورات میں جا بجا تحریف بھی کی ہے اور مختلف جگہوں کے نام بھی بدل ڈالے ہیں۔ مثلاً "مروہ" کی قربان گاہ کے مقابلے میں انہوں نے فلسطین میں ایک جگہ کا نام "موریاہ" رکھ دیا اور وہیں پر ایک وادی کو "وادئ مکا" کے نام سے موسوم کر دیا، تاکہ کسی طرح یہ ثابت کیا جا سکے کہ "قربانی" کا یہ واقعہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ وادی مکہ میں پیش نہیں آیا تھا بلکہ فلسطین میں حضرت اسحاق علیہ السلام کے ساتھ پیش آیا تھا۔ ان کا یہ پروپیگنڈا اس قدر موثر ثابت ہوا کہ ہمارے ہاں کے کئی مفسرین بھی اس مغالطے میں مبتلا ہو گئے کہ ذبیح اللہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نہیں بلکہ حضرت اسحاق علیہ السلام تھے۔"[37]

خلاصہ یہ کہ یہود نے اپنے دعویٰ کی اثبات کے لیے کئی مقامات کے ناموں میں بھی تحریف کر دی، تاکہ وہ اپنے اس دعویٰ کو ثابت کرے، کہ ذبیح سیدنا اسماعیل علیہ السلام نہیں، بلکہ سیدنا اسحاق علیہ السلام ہیں۔

خلاصہ بحث

اس تحقیق میں ڈاکٹر اسرار احمد کی تفسیر "بیان القرآن" کے حوالے سے یہودیوں کے متعلق متنوع مباحث ذکر کئے ہیں جن میں یہودیوں کے عقائد مثلاً یہودیوں کے تصور الٰہ کا عقیدہ، یہود کی گوسالہ پرستی، یہود کی اصنام پرستی، یہود کا عقیدۂ ابنیت عزیر (علیہ السلام)، یہود کا عقیدہ توہین ملائکہ، یہود کا عقیدہ مختاریت، عبادت کے متعلق مباحث مثلاً یہود کی عبادت گاہ، یہود کی نماز کا ذکر، یہود کی قبلہ گاہ "ہیکل سلیمانی کا ذکر"، ان کی معاشرتی برائیاں مثلاً یہود کی مسلم دشمنی، یہود کا حسد، یہود کی سود خوری، یہود کی تحریف کاری، یہود کی بد دیانتی اور خیانت، یہود پر انبیاء علیہم السلام کی لعنت، یہود کی کتمان شہادت، یہود کا غزوہ احزاب کی منصوبہ بندی میں کلیدی کردار اور یہود کے نزدیک ذبیح کون؟ جیسے اہم اور متنوع زیر بحث آئی ہیں۔

حوالہ جات

[1] سورۃ الاعراف،148:7

[2] ڈاکٹر اسرار احمد، تفسیر بیان القرآن، پشاور: انجمن خدام القرآن خیبر پختونخوا پشاور، اشاعت پنجم، مئی 2011ء، ج:2، ص:250

[3] سورۃ طہٰ،20:88تا91

[4] ڈاکٹر اسرار احمد، تفسیر بیان القرآن، ج:3، ص:351

[5] سورۃ الاعراف،138:7

[6] ڈاکٹر اسرار احمد، تفسیر بیان القرآن، ج:2، ص:244

[7] نفس مصدر

[8] سورۃ البقرۃ،116:2

[9] ڈاکٹر اسرار احمد، تفسیر بیان القرآن، ج:1، ص:132

[10] نفس مصدر، ج:2، ص:361

[11] نفس مصدر، ج:1، ص:112

[12] نفس مصدر، ج:1، ص:112

[13] سورۃ آل عمران،75:3

[14] ڈاکٹر اسرار احمد، تفسیر بیان القرآن، ج:1، ص:428

[15] سورۃ المائدہ،18:5

[16] ڈکٹر اسرار احمد، تفسیر بیان القرآن، ج:2، ص:22

[17] نفس مصدر، ج:3، ص:429

[18] سورۃ یونس،87:10

[19] ڈاکٹر اسرار احمد، تفسیر بیان القرآن، ج:2، ص:453

[20] نفس مصدر، ج:3، ص:185

[21] سورۃ البقرۃ،144:2

[22] ڈاکٹر اسرار احمد، تفسیر بیان القرآن، ج:1، ص:144

[23] سورۃ المائدہ،82:5

[24] ڈاکٹر اسرار احمد، تفسیر بیان القرآن، ج:2، ص:62

[25]نفس مصدر،ج:1،ص:119

[26]نفس مصدر،ج:1،ص:499

[27]سورۃ النساء،4:46

[28]ڈاکٹر اسرار احمد، تفسیر بیان القرآن،ج:1،ص:427

[29]سورۃ آل عمران،3:75

[30]ڈاکٹر اسرار احمد، تفسیر بیان القرآن،ج:1،ص:319

[31]نفس مصدر،ج:1،ص:319

[32]سورۃ المائدہ،5:78

[33]ڈاکٹر اسرار احمد، تفسیر بیان القرآن،ج:2،ص:61

[34]نفس مصدر،ج:1،ص:139

[35]نفس مصدر،ج:4،ص:299

[36]سورۃ الصافات،37:102

[37]ڈاکٹر اسرار احمد، تفسیر بیان القرآن،ج:4،ص:441

Surah Al-A'raf, 7: 148
Dr. Asrar Ahmad, Interpretation of the Qur'an Statement, Peshawar: Anjuman Khaddam Al-Qur'an, Khyber Pakhtunkhwa Peshawar, published by Najm, May 2011, Vol.: 2, p.: 250
Surah Taha, 20: 88-91
Dr. Asrar Ahmad, Interpretation of the Qur'an statement, vol.: 3, p.: 351
Surah Al-A'raf, 7: 138
Dr. Asrar Ahmad, Interpretation of the Qur'an statement, vol.: 2, p.: 244
same source
Surah Al-Baqarah 2:116
Dr. Asrar Ahmad, Interpretation of the Qur'an statement, vol.: 1, p.: 132
The same source, vol. 2, p. 361
The same source, vol.: 1, p.: 112
The same source, vol.: 1, p.: 112
Surah Al-Imran, 3: 75
Dr. Asrar Ahmed, Interpretation of the Qur'an statement, vol.: 1, p.: 428
Surah Al-Maidah, 5:18
Dr. Asrar Ahmad, Interpretation of the Qur'an statement, vol.: 2, p.: 22

The same source, vol.: 3, p.: 429
Surah Yunus, 10: 87
Dr. Asrar Ahmad, Interpretation of the Qur'an statement, vol.: 2, p.: 453
The same source, vol.: 3, p.: 185
Surah Al-Baqarah 2:144
Dr. Asrar Ahmad, Interpretation of the Qur'an statement, vol.: 1, p.: 144
Surah Al-Maidah, 5:82
Dr. Asrar Ahmad, Interpretation of the Qur'an statement, vol.: 2, p.: 62
The same source, part: 1, p.: 119
The same source, vol.: 1, p.: 499
Surah An-Nisa, 4:46
Dr. Asrar Ahmad, Interpretation of the Qur'an statement, vol.: 1, p.: 427
Surah Al-Imran, 3: 75
Dr. Asrar Ahmad, Interpretation of the Qur'an statement, vol.: 1, p.: 319
The same source, vol.: 1, p.: 319
Surah Al-Maidah, 5:78
Dr. Asrar Ahmad, Interpretation of the Qur'an statement, vol.: 2, p.: 61
The same source, part: 1, p.: 139
The same source, vol.: 4, p.: 299
As-Saffat 37:102
Dr. Asrar Ahmad, Interpretation of the Qur'an statement, vol.: 4, p.: 441